📱➜ جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ھلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت 🌙

✍🏻 از: ممتاز الفقہاء سلطان الاساتذہ، محدثِ کبیر، حضرت علامہ ضیاء المصطفی قادری مدظلہ العالی۔

🌹 ماتحت سنی بریلوی دار القضاء 🌹

WhatsApp Group

Pathan Moin Raza Khan

جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت

از: ممتاز الفقہاء سلطان الاساتذہ، محدثِ کبیر، حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مدظلہ العالی

(حصہ اول)

استفاضۂ شریعہ سے متعلق وارث علوم اعلیٰ حضرات، تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا صاحب (علیہ الرحمہ) ، قاضی القضاۃ فی الہند کا ایک رسالہ "جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت" اس وقت میرے پیش نظر ہے، رسالہ کا پورا مضمون تحقیق انیق سے لبریز ہے، مجھے اس پر کچھ پیش لفظ لکھنے کی جرات نہیں، لیکن چونکہ آپ کے علمی طرز زبان اور فقہی اصطلاحات کی وجہ سے سطحی ادراک رکھنے والوں کے لیے مضمون کی گہرائی تک پہنچنے میں زحمتیں ہے، اس لیے کچھ توضیحی کلمات پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

حنفیہ کے نزدیک خبر مستفیض، خبر متواتر کا مترادف ہے، اس لیے کلام فقہا میں اگر کہیں استفاضۂ خبر کا ذکر ملتا ہے تو وہ تواتر خبر کے معنی میں ہے جیسا کہ درج ذیل عبارتوں کے توافق سے ظاہر ہے.

بحر الرائق میں ہے: **قال الإمام الحلوانی: من مذهب أصحابنا أن الخبر اذا استفاض من بلدة أخری و تحقق يلزمهم حكم تلك البلدة** . (ج۲،ص: ۴۷۱)

اور تاتارخانیہ میں ہے: **وعن محمد لا يعتبر حتٰی يتواتر الخبر من كل جانب .هكذا روی عن أبي يوسف** .(ج۱،ص: ۱۹۴)

ہمارے اس دعویٰ پر علامہ شامی کی درج ذیل عبارت روشن دلیل ہے:

اعلم أن المراد بالاستفاضة تواتر الخبر من الواردين من بلدة الثبوت إلى البلدة التي لم يثبت بها لا مجرد الاستفاضة.(منحۃ الخالق حاشیۂ بحر الرائق: ج۲،ص: ۲۷۰)

ان عبارتوں کے بعد علامہ رحمتی رحمۃ اللہ علیہ کی درج ذیل عبارت "**معنی الاستفاضة أن تاتی من تلك البلدة جماعات متعددون الخ**"میں استفاضہ بمعنی تواتر خبر متعین ہے. یعنی محض شہرت خبر یہ محدثین کے اصول پر خبر مستفیض ہونا کافی نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ خبر دینے والے اتنے افراد پر مشتمل ہوں کہ جن کی خبر پر یقین شرعی حاصل ہو جائے، اور مخبرین کی کثرت تعداد کے سبب ان کا کذب پر متفق ہونا عادۃ محال ہو جائے۔

لہٰذا استفاضۂ خبر کے لیے موبائل اور ٹیلیفون سے خبر دینا ہرگز معتبر نہیں، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: شریعت مطہرہ نے دربارہ ہلال دوسرے شہر کی خبر کو شہادت کافیہ یا تواتر شرعی پر بنا فرمایا اور اُن میں بھی کافی و شرعی ہونے کے لیے بہت قیود و شرائط لگائیں، جن کے بغیر ہرگز گواہی و شہرت بکار آمد نہیں۔(فتاویٰ رضویہ ج۴، ص۵۲۳)

اسکے علاوہ استفاضۂ خبر میں مخبرین کا قاضی کے روبرو خبر دینا بھی ضروری ہے، جیسا کہ علامہ رحمتی کی تعبیر "**أن تأتي من تلك البلدة**"اور علامہ شامی کی عبارت "**من الواردين من بلدة الثبوت**" سے ظاہر ہے۔اور یہی اعلی حضرت کی درجہ ذیل عبارت کا صریح مفاد ہے.

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں :

" مگر یہ کہنا ہر گز صحیح نہیں کہ خبر، تار یا خط بدرجۂ کثرت پہنچ جائے تو ان پر عمل ہو سکتا ہے، اسے استفاضہ میں داخل سمجھنا صریح غلط، استفاضہ کے معنی جو علماء نے بیان فرمائے وہ تھے کہ طریق پنجم میں مذکور ہوئے". یعنی متعدد جماعتوں کا آنا اور یک زبان بیان کرنا چاہیے (فتاویٰ رضویہ جلد ۴، ص ۵۵۸)

یہ بھی ضروری ہے کہ خبر دینے والے امر محقّق کی خبر دیں تا کہ افواہ اور استفاضۂ شرعیہ میں امتیاز حاصل ہو جائے جیسا کہ علامہ شامی نے فرمایا: لا مجرد الشیوع من غیر علم بمن اشاعہ " الخ اور یہ بات مسلّمات سے ہے کہ کوئی خبر بے اتصال سند؛ پایۂ تحقیق کو نہیں پہنچ سکتی.

علاوہ ازیں ایک شرط یہ بھی ہے جس کو اعلیٰ حضرت نے بایں الفاظ ذکر فرمایا:
"استفاضہ یعنی جس اسلامی شہر میں حاکم شرع قاضی اسلام ہو کہ احکام ہلال اسی کے یہاں سے صادر ہوتے ہیں اور خود عالم اور اُن احکام میں علم پر عامل و قائم یا کسی عالم دین محقق و معتمد پر اعتماد کا ملتزم و ملازم ہے، یا جہاں قاضئ شرع نہیں تو مفتی اسلام، مرجع عوام و مثبت الاحکام ہو کہ احکام روزہ و عیدیں اسی کے فتویٰ سے نفاذ پاتے ہیں، عوام کالانعام بطور خود عید و رمضان نہیں ٹھہرا لیتے؛ وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن بر بنائے رویت روزہ ہوا یا عید کی گئی". (فتاویٰ رضویہ ج ص ۵۵۲)

علامہ رحمتی کی عبارت میں متعدد جماعتوں کے آنے کی قید کو اتفاق قرار دینا غلط ہے، بلکہ یہ قید لازمی و احترازی ہے، جن لوگوں نے جدید وسائل خبر مثلاً ٹیلیفون، موبائل، فیکس، انٹرنیٹ وغیرہ کی خبر کو استفاضہ میں داخل کرنے کی کوشش کی ہے وہ صحیح نہیں، کیونکہ وسائل کی خبر میں مخبر کا قاضی کے روبرو ہونا شرط ہے۔

اس لیے ہمارے مشائخ نے پردے کے پیچھے سے سنی ہوئی خبروں کو ثبوت شرعی کے طور پر قبول نہیں کیا بلکہ یہ فرمایا:
" ٹیلیفون کہ اس میں شاہد و مشہود نہیں ہوتا؛ صرف آواز سنائی دیتی ہے، علماء تصریح فرماتے ہیں کہ آڑ سے جو آواز مسموع ہو اس پر احکام شریعہ کی بنا نہیں ہو سکتی. (فتویٰ رضویہ ج ۴, ص ۵۲۷)
خط کشیدہ عبارت سے ثابت ہوا کہ آڑ سے سنی ہوئی آواز پر استفاضۂ شرعیہ کی بنا نہیں ہو سکتی. اور عدم اعتبار کی علت میں فرمایا: **النغمة تشبه النغمة**.

تھری جی (G - 3) اور انٹرنیٹ پر تصویر کا روبرو ہونا آدمی کے حاضرہ ہونے جیسا نہیں۔ کیونکہیہ عوام کے مشاہدے میں بھی ہے کہ بہت سی تصویروں میں ہونٹ کسی اور کے ہلتے ہیں اور آواز کسی اور کی ہوتی ہے تو موبائل کی خبر کے مشتبہ ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے، زیادہ سے زیادہ آواز پہچاننے کی صورت میں ظن عرفی حاصل ہو سکتا ہے نہ کہ ظن شرعی جیسا کہ اعلیٰ حضرت کی مذکورہ بالا صراحت سے ظاہر ہے۔

اور اگر مان بھی لیا جائے کے G۳ موبائیل میں اسی کی تصویر اور اسی کی آواز ہے تو کہاں ہر شخص کے پاس G۳ موبائل ہے؟ اور کب مجوزین نے G3- موبائل کو ٹیلیفونی استفاضہ میں لازم قرار دیا؟ وہ تو کسی بھی ٹیلیفون اور موبائل سے حاصل ہونے والی متعدد خبر کو، خبر مستفیض مان رہے ہیں، تو ازالہ شبہات کے بیان میں G - 3 موبائل کا ذکر بے فائدہ ہے. اور احتیاطی تدابیر میں مخصوص نمبروں کا ذکر بھی لا حاصل کہ ایک دوسرے کا موبائل استعمال کرنے کا عام رواج ہے. علاوہ ازیں رحمتی کی عبارت میں جماعات متعدد دون کا مصداق چار، چھ، نو ٹیلیفون کو کیسے قرار دیا جا سکتا ہے،

کیا آپ ٹیلیفون میں یہ متعین کرسکتے ہیں کہ خبر دینے والی ہر ایک جماعت، کتنے، کتنے افراد اوپر مشتمل تھی؟ نو ٹیلیفون دراصل چند ٹیلیفون کا مجموعہ اور ان کی آوازیں ہیں، نہ کہ مخبرین کی چند جماعتیں جن کا مشاہدہ ہو سکے۔

آپ اگر اپنے طور پر احتیاطی ذرائع مقرر کریں تو ان ذرائع میں بھیبھی شبہ ہے کہ وہ کس کی آواز ہے جس نے آپ کو اطمینان دلایا۔ بہر حال ان ذرائع کو بروئے کار لانے میں شرعی شبہات اپنی جگہ پر قائم ہیں۔

اور جماعت کے افراد کی تعیین کا حق کسی قاضی یا مفتی کو نہیں بلک واردین کے وہ تمام افراد جو ایک ساتھ آئیں وہ سب مل کر ایک جماعت قرار دیئے جائیں گے اور یہ صورت ٹیلیفون، موبائل کے ذریعہ متعذر ہے، اس لیے ٹیلیفون، موبائل وغیرہ کی کثیر خبریں بھی طریق موجب بننے کی صلاحیت سے عاری ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے ٹیلیفون کی خبر کو حجت شرعی ہونے سے اس بنا پر انکار نہیں کیا ہے کہ اس میں کئی "ایکسچینج" کے واسطوں کے بعد گفتگو ہوتی ہے اور آواز نہیں پہچانی جاتی بلکہ اعلیٰ حضرت نے ٹیلیفون کے غیر معتبر ہونے کے متعلق یہ ارشاد فرمایا:

"یونہی ٹیلیفون کہ اس میں شاہد ومشہود نہیں ہوتا صرف آواز سنائی دیتی ہے۔"

اعلیٰ حضرت کی یہ عبارت بذریعہ ٹیلیفون چاند کی خبر معتبر ہونے کے بارے میں کئے گئے ایک سوال کے جواب میں ہے اس لیے اس کو شہادت کے ساتھ خاص کرنا دیانت کے خلاف ہے۔

الحاصل اس زمانے میں جب کے فساد وفتنہ عام ہو چکا ہے خصوصاً رویت ہلال کے سلسلے میں عوام بے لگام ہوتے جارہے ہیں اور وہابیہ عوام کو اپنے فیور میں لینے اور گمراہ کرنے کے لیے غیر شرعی فیصلہ کرنے سے نہیں چوکتے، استفاضہ وغیرہ کی تعریف میں تحریف سے بچنا اور زیادہ ناگزیر ہو گیا ہے۔

اس بنا پر مشائخ متاخرین نے فرمایا:"**الفتوی الیوم علی عدم جواز القضاء مطلقا لفساد قضاۃ الزمان**". (حموی علی الاشباہ جلد ۱، ص۳۸٦)علامہ شامی فرماتے ہیں : **قوله :(إلا أن المعتمد عدم حكمه في زماننا) أي عند المتاخرين لفساد قضاۃ الزمان.**

***

(حصہ دوم)

اعلان رویت کے حدود

قاضی خواہ ایک شہر کا ہو یا پورے ملک کا، اس کا اعلان اسی شہر اور حوالی میں معتبر ہے جہاں اس نے فیصلہ صادر کیا. امیر المومنین، خلیفۃ المسلین، سلطانِ اسلام، قاضی القضاۃ، پورے ملک کا قاضی، یہ سب عہدے؛ آج کی ایجاد نہیں ہیں بلکہ قدیم سے عہدے رائج ہیں، اس کے باوجود فقہائے عظام نے قاضی کے اعلان کو شہر اور حوالیٔ شہر تک ہی کیوں محدود رکھا؟ اور یہ کیوں نہ فرمایا کہ سلطان اسلام اور پورے ملک کے قاضی کا اعلان پورے ملک میں نافذ وواجب العمل ہو گا۔

اس تفصیل سے فقہائے کرام کا گریز، محل بیان میں سکوت ہے جو بیان حکم عدم کے درجہ میں ہے، ایک قاضی کا مکتوب دوسرے قاضی کے نام اسی وقت واجب العمل ہے جب کہ شرائط کتاب القاضی سے مزین ہو.

فتاوٰی بزاریہ میں ہے:

بلدة فيها قاضيان حضر أحدهما مجلس الآخر بحادثة، لايجوز له أن يعمل بخبره. ولو كتب اليه بشرطه، له العمل به. (بزاریہ، برحاشیہ، عالمگیر ص ۱۸۳ جلد ۵)

جس شہر میں دو قاضی ہوں ان میں سے ایک قاضی دوسری کے اجلاس میں حاضر ہو کر کسی قضیہ کی خبر دے تو اس دوسرے قاضی کو اس خبر پر عمل جائز نہیں اور اگر شرائط کے مطابق کتاب القاضی بھیجے تو دوسرا قاضی اس پر عمل کرے.

تبیین الحقائق میں ہے:

ذكر الكرخي في اختلاف الفقهاء، أن كتاب القاضي إلى القاضي مقبول وان كانا في مصر واحد.

امام کرخی نے اختلاف الفقہاء میں ذکر فرمایا ہے کہ کتاب القاضی الی القاضی مقبول ہے اگرچہ دونوں قاضی ایک ہی شہر میں ہوں.

اس عبارت پر حاشیہ شلبیہ میں ہے

وفي الخصاف: وروى عن محمد أنه قال: في مصر فيه قاضيان في كل جانب قاض يكتب أحدهما الیٰ الأخر، يقبل كتابه. ولو أتى أحدهما صاحبه وأخبره بالحادثة بنفسه، لم يقبل قوله. لأن في الوجه الأول خاطبه من موضع القضاء وفي الثاني خاطبه في غير محل القضاء.

خصاف میں ہے امام محمد سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جس شہر میں دو قاضی ایک ایک جانب میں ہیں تو ان میں سے ایک قاضی دوسرے کو کتاب القاضی بھیجے تو مقبول ہے، اگر ان میں سے ایک آکر دوسرے قاضی کو کسی حادثے کی خود خبر دے تو اس کا قول نامقبول ہے کہ پہلی صورت میں گویا اس نے دوسرے قاضی کو اپنے موضع قضا سے خطاب کیا ہے اور دوسری صورت میں اس نے محل قضا کے باہر سے خطاب کیا ہے.

بزاریہ کی ایک دوسری عبارت یوں ہے:

عن الامام الثاني: قضاة أمير المومنين إذا خرجوا مع أمير مومنين؛ لهم ان يحكموا في أي بلدة نزل فيها الخليفة لأنهم ليسوا قضاة أرض؛ إنما هم قضاة الخليفة. و إن خرجوا بدون الخليفة ليس لهم القضاء. (بزاریہ، برحاشیہ عالمگیری ۵ ص ۱۳۹)

امام ابویوسف سے روایت ہے کہ امیر المومنین کے قاضی اگر امیر المومنین کے ساتھ سفر کریں تو جس شہر میں امیر المومنین ٹھہرے؛ وہاں یہ قضاۃ فیصلہ کرسکتے ہیں. کیونکہ وہ کسی خاص جگہ کے قاضی نہیں بلکہ وہ خلیفہ کے قاضی ہیں. اور بغیر خلیفہ کے سفر پر ہوں تو امور قضا انجام نہیں دے سکتے.

یعنی خلیفہ اگرچہ پورے کا قاضی ہے لیکن وہ جہاں رہے بالفعل وہیں فصل مقدمات کرسکتا ہے دوسری جگہ کے لئے مسئلۂ قضا میں وہ اجنبی ہے.

اسی لیے اس کا مخصوص قاضی خلیفہ کے جائے نزول پر ہی حق قضا رکھتا ہے.

مذکورہ بالا فقہی شہادات سے ثابت ہوا کہ سلطان اسلام یا پورے ملک کا قاضی اپنے پورے حدود قضا کے مختلف شہروں میں صرف کتاب القاضی کے ذریعہ اپنا فیصلہ نافذ کر سکتا ہے. ہم نے اپنے موقف کی تائید میں ایک مختصر فہرست پیش کر دی جو لوگ قاضی القضاۃ کا اعلان پورے ملک کے لئے کافی قرار دیتے ہیں؛ وہ فقہ حنفی سے ایک جزئیہ بھی اپنے دعویٰ کے ثبوت میں نہ لا سکے.

اعلیٰ حضرت جو پورے غیر منقسم ہندوستان کے قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز تھے ان کے پاس بلند شہر سے سوال آیا کہ ایک مختصر سا پرچہ جس پر جناب کی مہر لگی ہوئی ہے اور ایک سطر میں یہ عبارت مرقوم (میرے سامنے شہادتیں گزر گئیں کل جمعہ کو عید ہے) خاکسار کو موصول ہوا، جس جگہ یہ پرچہ پہونچے؛ وہاں کے لوگوں کو جمعہ کو عید کرنا لازم تھا یا نہیں؟ اور اس کی عام تشہیر و دیگر بلاد میں اشاعت سے کیا مفاد تھا؟

اعلیٰ حضرت نے جواب لکھا:

"وہ پرچے دیگر بلاد میں نہ بھیجے گئے. تقسیم کرنے والوں نے اسٹیشن پر بھی دیئے، ان میں سے کوئی لے گیا ہو گا، بعض لوگوں نے پیلی بھیت کے واسطے چاہا، ان کو جواب دے دیا گیا کہ جب تک دو شاہد عادل لیکر نہ جائیں؛ پرچہ کافی نہ ہو گا اور بلاد بعیدہ کو کیونکر بھیجے جاتے."
(فتاوی رضویہ جلد ۴ ص ۵۴۲)

اب یہ کہنا کی پیلی بھیت بریلی شریف سے کافی فاصلہ پر واقع ھے، وہاں کے لوگ کیونکر تحقیق کر سکتے تھے، کوئی فن کار اپنی مہارت سے ایسا ہی پرچہ تقسیم کرا سکتا تھا.

واضح رہے کہ اعلیٰ حضرت نے اپنی اس عبارت میں پیلی بھیت کے مقابلے میں بلند شہر وغیرہ کو بلاد بعیدہ سے تعبیر کیا ہے؛ جس کا مطلب یہ ہے کہ پیلی بھیت قریب تھا، صرف انچاس کلو میٹر کی دوری ہے، بآسانی تحقیق کی جا سکتی تھی. اس لیے یہ توضیح اعلی حضرت کی تحقیق کے بر خلاف ہے.

ستم یہ کہ اعلی حضرت کے زمانے میں جعل وتزویر کی تحقیق متعذر تھی مگر اب جب کہ آوار گئ فکر و عمل کے فتنے شباب پر ہیں؛ ای میل اور فیکس پر وائرس کے فنکار اربوں کا وارا نیارا کرتے ہیں تو کیا اس دور میں جعل سازی کی تحقیق آسان ہو گئی ہے اور ای میل اور فیکس کا کتاب القاضی سے الحاق ضروری ہو گیا ہے؟ حضور تاج الشریعہ مد ظلہ العالی کے رسالہ "جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت" سے متعلق تمام علمائے اہلسنت و مفکرین اور عامۂ اہل سنت سے میری گزارش ہے ک بغور، بار بار پڑھیں اور اپنے روزوں عیدوں کو فساد و ابطال سے بچانے کے لئے رسالہ کے مشتملات و احکام پر پابندی سے عمل کریں اور کرائیں.

***

فقط
فقیر ضیاء المصطفی قادری
۲۸ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ
مطابق ۳ دسمبر ۲۰۱۳ء